

حقوق والدین

مؤلف : قاری محمد زمان علوی

رضا الکیمی رحمہ اللہ

سلسلہ اشاعت نمبر 173

نام کتاب حقوق والدین
تحریر قاری محمد زمان علوی
ناشر رضا اکیڈمی، لاہور۔
مطبع احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور۔
قیمت دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی رجسٹرڈ، لاہور۔

عطیات بھیجنے کے لیے

رضا اکیڈمی اکاؤنٹ نمبر ۳۸/۹۳۸، حبیب بینک وسن پورہ برانچ، لاہور۔
بذریعہ ڈاک طلب کرنے والے حضرات 10 روپے کے ٹکٹ ارسال کریں۔

ملنے کا پتہ:

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

مسجد رضا محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور، پاکستان کوڈ نمبر ۵۴۹۰۰

فون نمبر 7650440

الہدء

یہ کتاب اپنے محترم و مکرم والدین کے نام کرتا ہوں جنہوں نے ہم سب بھائیوں کی بے لوث پرورش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری والدہ محترمہ کی مغفرت فرمائے۔ اور ان کے درجات بلند فرمائے جنہوں نے بچپن میں ہمارے سکھ اور چین کی خاطر اپنا دن رات کا آرام قربان کیا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے والد محترم کو ایمان کامل کے ساتھ سلامت رکھے جنہوں نے اپنی انتھک محنت سے ہماری پرورش کی اور بہترین تربیت کر کے اللہ کے دین کا خادم بنایا۔

اے اللہ بروز قیامت ہماری والدہ محترمہ حاجن حلیمہ بی بی کو حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا ساتھ نصیب فرماتا۔ حضرت عائشہؓ اور حضرت فاطمہ الزہراءؓ کی کنیزوں میں اٹھانا اے رب کریم بروز محشر ہمارے والد گرامی محترم و معظم حاجی عبدالرحمن مدظلہ العالی کو اپنے پیارے حبیب کا دامن رحمت حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمنؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کا سایہ عاطفت اور حضرت عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ کا سایہ عشق و محبت نصیب فرماتا۔ جنہوں نے اولاد کی پرورش کیلئے در بدر کی ٹھوکریں کھائیں۔ اب تو ان کے پاؤں دھو کر پیو تو بھی کم ہے۔ مگر میرے دامن میں تو دعاؤں کے سوا کچھ بھی نہیں اور یہی حکم خداوندی ہے۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا

عرض ناشر

والدین کے حقوق کے بارے بہت مضامین لکھے جا چکے ہیں۔ مگر اس کے باوجود چونکہ ہر طرف برائی کا دور دورہ ہے۔ اور برائی نیکی کے مقابلے میں بہت جلدی پھیل رہی ہے۔ عریانیت اور بے حیائی کو ثقافت کا نام دے کر پھیلا یا جا رہا ہے۔ اسی طرح والدین کی نافرمانی والدین کے حقوق ادا کرنے سے بغاوت سرکشی کرنے کے ساتھ ساتھ والدین کی عزت و احترام کو بھی نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ بلکہ بعض نافرمان بیٹوں نے والدین کو معاشرے میں بدنام کرنا اپنا دن رات کا مشن بنا لیا ہے۔ ایسے بھائیوں عزیزوں کیلئے میری یہ تحریر خصوصی اہمیت کی حامل ہے اس تحریر سے میرا ارادہ ہی یہی ہے کہ ان بھائیوں اور عزیزوں کو والدین کے حقوق سے آگاہ کر کے انہیں والدین کی عزت اور احترام کرنے کی دعوت دی جائے شائد کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات!

والدین کے حقوق اور ان کی نافرمانی کی مذمت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے۔ اس میں کسی قسم کا نہ تو شک کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ اس میں کوئی تاویل کی گنجائش ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان برحق ہیں۔ ہمیں اپنی سوچ بدلنی چاہئے۔ اور والدین کا سچا پکا دل و جان سے فرمان بردار بننا چاہئے۔ اور والدین کو ہر صورت راضی رکھنا چاہئے۔ والدین کو اللہ تعالیٰ نے بہت عظمت عطا فرمائی ہے نیز والدین کے اولاد پر اسے حقوق ہیں کہ تمام زندگی ان کی خدمت کرتے رہیں تو ان کے حقوق ادا نہیں کر سکتے کم از کم دل و جان سے ان کا احترام کرتے رہیں لوگوں میں ان کی برائی نہ کریں۔ بلکہ اچھی اولاد تو وہ ہے کہ کسی کے منہ سے بھی والدین کی برائی سننا گوارہ نہ کرے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِنَّمَا يَبْلُغُنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرُ أَخَذَهُمَا أَوْ يَكْلَهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۖ وَخَفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبُّهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِی صَغِيرًا

حضرات قارئین کرام ان دو آیات مقدسہ کی پہلی آیت کے ابتدائی حصہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کا حکم دیا ہے۔

والدین کے ساتھ احسان کا حکم

باقی ہر دو آیات کے تمام کلمات میں والدین سے بھلائی ان کی خدمت اطاعت انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچانے ہر وقت ان کی خدمت کیلئے تیار رہنے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے رحمت اور بخشش کی دعا مانگتے رہنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ جیسا کہ ان آیات کے ترجمہ سے بات واضح ہو رہی ہے۔

ترجمہ:- حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر بڑھاپے کو پہنچ جائے تیری زندگی میں ان دونوں میں کوئی ایک یا دونوں تو انہیں آف تک مت کہو۔ اور انہیں مت جھڑکو۔ اور جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو۔ اور جھکا دو ان کے لئے تواضع اور انکساری کے پر رحمت (و محبت) سے اور عرض کرو اے میرے پروردگار ان دونوں پر رحم فرما۔ جس طرح انہوں نے (بڑی محبت و پیار سے) مجھے پالا تھا۔

ان آیات مقدسہ کے اللہ تعالیٰ نے صرف چار الفاظ میں اپنی عبادت کا ذکر فرمایا باقی تمام کلمات والدین کے حق میں نازل فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ کوئی بھی مسلمان میری عبادت کا انکار نہیں کرے گا۔ بلکہ میرے علاوہ کسی کو لائق عبادت تصور بھی نہیں کرے گا۔ مگر والدین کے نافرمان مسلمانوں میں بہت ہوں گے۔ اس لئے تفصیل سے اس کی وضاحت فرمائی۔ اور قابل غور بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اپنے لئے جو لفظ رب استعمال فرمایا بعینہ وہی لفظ رب والدین کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔

رَبُّهُمَا كَمَا رَبَّيْتَنِی صَغِيرًا

اے پالنے والے ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

اس حکم ربانی سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ حقیقی پروردگار ہے اور والدین مجازی پالنے

والے ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ

جس نے لوگوں کا شکر یہ نہیں ادا کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا یعنی جو شخص لوگوں کے

احسانات کا شکر یہ ادا کرنا نہیں جانتا وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر کیسے ادا کر سکتا ہے۔

اور لوگوں میں سب سے زیادہ شکر یہ کے حق دار والدین ہیں کیونکہ والدین کے حقوق سب

لوگوں سے زیادہ ہیں اتنے حقوق ہیں کہ ساری زندگی ان کے احسانات کا بدلہ نہیں دے سکتے۔ ان آیات

میں انسان کو اپنا بچپن یاد دلایا جا رہا ہے کہ جب تم بچے تھے تو کس نے تمہاری پرورش کی تمہاری آسائش

کیلئے دن رات کا سکون کس نے قربان کیا۔ جب تم کھانے پینے پیشاب پاخانے اور لباس پہننے نہانے

وغیرہ میں محتاج تھے تو کون تمہاری ان تمام ضروریات کو پورا کرتا تھا یہی والدین ہی تو تھے جو تمہیں ہر

سہولت بہم پہنچا رہے تھے۔ اس وقت تمہارے ماں باپ جو اس تھے کما کر تمہیں کھلاتے تھے تو تم خوش تھے

اور ماں باپ سے محبت کرتے تھے۔ تمہارے لئے مکان کا بندوبست کیا تو تم خوش تھے تمہاری شادی کی تو

تم خوش تھے تمہیں تعلیم دلائی تم خوش رہے۔ اب اگر حالات بدل گئے ہیں۔ ماں باپ بوڑھے ہو گئے

ہیں تمہیں کما کر کھلانے کے قابل نہیں رہے بلکہ اب وہ تمہاری خدمت کے محتاج ہو گئے ہیں۔ تو اب

تمہارے ماتھے پر ہل کیوں پڑتے ہیں۔ اس لئے کہ اب تمہارے اپنے بچے ہو گئے ہیں۔ اب تم سارا

دھیان اپنے بچوں کی طرف دیتے ہو اب تو تمہارا امتحان شروع ہوا ہے اور تمہارے لئے موقع غنیمت بھی

ہے کہ اپنے بچوں سے زیادہ والدین کی طرف توجہ دیں۔ جب بھی بلائیں حاضر ہو جاؤ حتیٰ کہ اگر نفل پڑھ

رہا ہو۔ اور والدہ آواز دے تو نفل تو ذکر والدہ کی بات سنے اگر والدین کی صحت بڑھاپے میں بگڑ جائے تو

ہر طرح ان کی صحت کا خیال رکھے۔ اگر ان میں چڑچڑاپن پیدا ہو جائے تو برا نہ منائیں بلکہ انہیں ہر طرح

خوش رکھنے کی کوشش کریں اور اپنی زبان سے ان کے سامنے اف تک نہ کہیں جس سے ان کا دل ٹوٹے یا

ایسا رویہ ان سے اختیار نہ کریں کہ جس سے وہ اف کہیں اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ کسی نافرمان

اولاد ہے۔ ان کے سامنے بے ہودگی بدتمیزی نہ کریں ماں باپ کو جھڑکیں نہیں بلکہ دن رات والدین کے

آرام و سکون کا خیال رکھیں۔ ان کے سامنے محبت بھرے بازو پھیلانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ عرض

کریں کہ مولیٰ کریم میں ساری زندگی ماں باپ کی خدمت کرتا رہوں تو ان کے حقوق پھر بھی ادا نہیں کر

سکتا۔ اے مولیٰ کریم میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو ہی میرے ماں باپ پر رحم فرما جس طرح انہوں نے

بچپن میں پیار بھرے انداز میں میری پرورش کی ہے۔ انسان خلاف طبیعت بات سننے پر اف کرتا

ہے۔ والدین کے سامنے اف کرنے سے روکا گیا ہے معلوم ہوا کہ اولاد اپنی پسند و ناپسند کی پروا کئے بغیر

ان کے سامنے خاموش رہے۔

سورۃ النساء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ

وَالْمَسْكِينِ وَالْحَارِثِ وَالْقُرْبَىٰ وَالْحَارِثِ الْحَبِيبِ وَالصَّاحِبِ بِالْحَنْبِ وَأَيْنِ السَّبِيلِ

ترجمہ:- اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو۔ اور رشتہ داروں

اور یتیموں مسکینوں۔ اور پاس کے ہمسائے۔ اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور مسافر سے

بھلائی کرو۔

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے ذکر کے بعد سب سے پہلے والدین کے

ساتھ بھلائی کا حکم فرمایا۔ باقی رشتہ داروں کا بعد میں تاکہ والدین کی عظمت واضح ہو جائے۔

سورۃ لقمان میں ارشاد فرمایا۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهَذَا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفَضَّلَهُ فِي عَمَلَيْنِ إِنَّ

الشُّكْرَ لِي وَالْوَالِدَيْنِكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ

ترجمہ:- اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی اس کی ماں نے اسے پیٹ میں

رکھا۔ کمزوری پر کمزوری جھیلی ہوئی اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے۔ یہ کہ شکر یہ ادا کر میرا اور اپنے

ماں باپ کا آخر کار مجھی تک آتا ہے۔

اس آیت کریمہ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے شرک کی مذمت فرمائی یعنی صرف اپنی عبادت کا حکم

دیا۔ اور اس کے فوراً بعد والدین کے حقوق کا تذکرہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ انداز بیان اس بات کی طرف

اشارہ ہے۔ کہ اے انسان یاد رکھ میری عبادت کے ساتھ والدین کی رضا و خوشنودی بھی ضروری ہے۔ اور

والدین کی رضا و خوشنودی تب حاصل ہوگی۔ کہ ان کے فرمان بردار بنے رہو گے۔

زندگی کے کسی لمحے بھی چاہے حالات کیسے ہو جائیں والدین سے نہیں بھاگو گے اور ان کو کسی

رشتہ داری کی خاطر نہ چھوڑو گے بلکہ تمام رشتہ واریاں والدین پر قربان کر دو گے۔ یعنی میری عبادت

قبول ہی تب ہوگی۔ کہ جب والدین کے خدمت گزار بنے رہو گے اور ان سے مخلصانہ دعائیں لو گے۔ کہیں شیطان کے دھوکے میں نہ آنا کہ میں نمازی ہوں۔ حاجی ہوں۔ صدقہ خیرات کرنے والا ہوں۔ لوگوں سے اچھا سلوک کرتا ہوں۔ لہذا مجھ پر رب راضی ہے۔ اور والدین کی دعاؤں کی ضرورت نہیں رہی۔ حالانکہ تیرے اچھے سلوک کے حقدار تو تیرے ماں باپ ہیں۔ جن سے کبھی تو نے پیار کا ایک بول نہیں بولا۔ کبھی پیار بھری نگاہوں سے نہیں دیکھا۔ کبھی ان کا حال تک نہیں پوچھا۔ کبھی عید اور خوشی کے موقع پر بھی فون کے ذریعے رابطہ کرنا بھی گوارہ نہیں کیا۔ بیوی بچوں کو ہی سب کچھ سمجھ کر بیٹھ گئے۔ حالانکہ بیوی صرف بیوی ہے۔ وہ ماں کا نعم البدل نہیں بن سکتی اور نہ ہی ماں جیسی دعائیں۔ پیار اور شفقت دے سکتی ہے۔ ماں باپ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد مگر مجھ کے آنسو بہانا حماقت ہے۔ میرے بھائی یہ محض شیطانی دھوکہ ہے کہ معاشرے میں میری بڑی عزت ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ والدین سے بھاگے ہوئے نافرمان کی رب کی بارگاہ میں عزت نہیں ہے۔ اگر لوگوں میں ظاہری طور پر ہوگی تو بھی بے سود۔

والدین سے نافرمانی کے بدلے ظاہری عزت حقیقی ذلت ہے

چونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے۔ اس لئے وہ لوگوں میں کبھی ایسے شخص کی عزت کروادیتا ہے۔ تاکہ اس کے دل سے والدین کا خیال ہمیشہ کیلئے نکل جائے۔ اور والدین کی ضرورت ہی محسوس نہ کرے۔ کچھ معاشرے کا رواج بھی ہوتا ہے کہ لوگ خوشی اور غم کے موقع پر بھرپور ساتھ دیتے ہیں۔ تو انسان پھولے نہیں سماتا کہ میری معاشرے میں بڑی عزت ہے اسی آیت کے آخر میں فرمایا کہ میرا شکر یہ ادا کر یعنی میری عبادت کر۔ اور اپنے ماں باپ کا شکر ادا کر یعنی میری نماز کے آخر میں اپنے ماں باپ کے لئے دعا کر۔ اور فرمایا کہ اگر ایسا نہیں کرے گا۔ تو سوچ لے آخر میرے پاس ہی تو نے آنا ہے۔ لہذا میرے بھائی اللہ کے عذاب سے ڈرا اپنی عبادت پر ناز نہ کرو والدین کی نافرمانی چھوڑ اللہ تعالیٰ کے حکم کو آج مانیں تاکہ کل کی پریشانی سے بچیں۔

سورۃ الاحقاف میں ارشاد فرمایا۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا

ترجمہ:- اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھی بھلائی کرے۔ اس کی ماں نے پیٹ میں رکھا

کلیف سے اور جناس کو تکلیف سے مذکورہ آیت میں بھی والدین کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک کی تاکید فرمائی جارہی ہے۔ بڑی عجیب بات ہے کہ جو بچہ جن ماں باپ سے پیدا ہو جن کے زیر سایہ پلہ پاسا ہو جس ماں باپ نے اسکو تعلیم دلائی اور تمام ضروریات زندگی کو پورا کیا وہ بچہ جوان ہو کر ان ماں باپ کا پیانا نہ بنا اور ان کی اطاعت و خدمت نہیں کی اور ان سے حسن سلوک نہ کیا۔ تو لوگ اسے حسن سلوک کی توقع رکھتے ہیں جو اپنے ماں باپ کا نہ بنا آپ کا کیسے بن سکتا ہے۔ بعض اوقات لوگ بھی اس کی زیادہ قدر کرتے ہیں جو ماں باپ کا نافرمان بن کر ان کو چھوڑ دے یہ بھی شیطانی دھوکہ ہے۔

احادیث کی روشنی میں حقوق والدین

صحیح مسلم شریف میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کس کی فرمایا اس شخص کی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھا پے میں پایا یا ان میں سے ایک کو پایا اور وہ جنتی نہ ہو گیا۔ یعنی ان کی خدمت کر کے اللہ تعالیٰ سے جنت حاصل نہیں کی۔

ایک اور ارشاد نبویؐ ہے

مغفرت والدین کی رضا میں

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگ ممبر کے پاس حاضر ہوں لوگ حاضر ہوئے تو سرکارِ دو عالم ﷺ ممبر کے پہلے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین جب دوسرے درجہ پر چڑھے فرمایا آمین جب تیسرے درجہ پر چڑھے تو فرمایا آمین جب آپ ممبر سے اترے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ آج ہم نے آپ سے وہ بات سنی ہے۔ جو پہلے کبھی نہ سنتے تھے فرمایا بیشک جبرئیل علیہ السلام نے آ کر عرض کیا وہ شخص دور ہو رحمت سے جس نے رمضان کو پایا۔ اور اس کی مغفرت نہیں ہوئی میں نے کہا آمین جب میں دوسرے درجے پر چڑھا تو کہا وہ شخص (رحمت سے) دور ہو۔ جس کے پاس آپ کا ذکر ہوا اور آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے کہا آمین جب میں تیسرے درجے پر چڑھا تو کہا دور ہو (رحمت سے) وہ شخص جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو اس کے سامنے بڑھا پایا اور وہ اس کو جنت میں داخل نہ کرانیں۔ یعنی ان کی خدمت نہیں کی کہ ماں باپ ان کیلئے مغفرت کی دعا کرتے۔ (زواج)

سب سے بڑا گناہ

حضرت ابی بکرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ کیا میں

تمہیں بتاؤں کہ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے۔ صحابہ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ضرور ارشاد فرمائیے تو حضور ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور اپنے والدین کی نافرمانی کرنا ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے عرض کی گئی کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ اور وہ شخص اس کے جواب میں گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے۔ تو گویا اس نے خود اپنے ماں باپ کو گالیاں دیں۔

ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا تیری ماں پھر اس نے عرض کی اس کے بعد تو جواب ملا تیری ماں پھر اس نے یہی سوال دہرایا تو ارشاد فرمایا تیری ماں چوتھی بار اس نے عرض کی یا رسول اللہ اس کے بعد تو حضور نے ارشاد فرمایا تیرا باپ اس حدیث سے میرے ان بھائیوں کو سبق حاصل کرنا چاہئے جو اپنا حق حسن سلوک لوگوں پر دن رات نچھاور کر کے اپنے آپ کو بڑا ملنسار اور مخلص ظاہر کرتے ہیں جبکہ ماں باپ جو سب سے زیادہ ان کے حسن سلوک کے حقدار ہیں وہ بیکسر محروم ہیں۔

والدین کی وفات کے بعد حقوق

حضرت ابی رہبہ ساعدیؓ فرماتے ہیں کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر تھا۔ کہ اسی اثنا میں ایک انصاری حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں آیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے والدین کی وفات کے بعد کیا مجھ پر ان سے حسن سلوک کرنا ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں چار باتیں تجھ پر ضروری ہیں۔ ان کی نماز جنازہ ادا کرنا۔ ان کیلئے مغفرت کی دعا کرنا۔ جو وعدہ انہوں نے کیا تھا اسے پورا کرنا ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا۔ جن سے ان کی وجہ سے رشتہ داری ہو۔ یہ نیکی ایسی ہے کہ ان کی وفات کے بعد بھی تم پر لازم ہے۔

ماں باپ کی خدمت جہاد سے افضل ہے

حضرت معاویہ بن جاحمؓ سے روایت ہے کہ ان کے والد جاحم حضور ﷺ کی خدمت میں

حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ارادہ جہاد میں جانے کا ہے۔ مشورہ لینے کیلئے حاضر ہوا ہوں ارشاد فرمایا کیا تیری ماں ہے عرض کیا ہاں فرمایا اس کی خدمت اپنے اوپر لازم کر لے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے (احمد۔ نسائی۔ مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس نے اس حال میں صبح کی کہ ماں باپ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان بردار رہا تو اس کیلئے صبح ہی سے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ اور اگر اس حال میں صبح کی والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان رہا تو اس کیلئے صبح ہی سے جہنم کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور اگر ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے ایک شخص نے کہا کہ اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگرچہ ظلم کریں۔ اگرچہ ظلم کریں اگرچہ ظلم کریں۔ (بیہقی۔ مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو والدین کے خلاف جھوٹے ظلم و ستم کے افسانے بنا کر لوگوں میں بیان کر کے خود کو مظلوم زمانہ ظاہر کرتے ہیں حالانکہ اس میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ ان کے جھوٹے افسانے سننے والے اگر ذرا بھی غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ظالم والدین نہیں بلکہ یہ خود ظالم ہیں حدیث پاک میں تو تین مرتبہ تاکید کر دی گئی ہے کہ اگر والدین ظالم بھی ہوں تب بھی ان کی فرمان برداری کی جائے۔ بلکہ اگر والدین کا فر بھی ہوں تب بھی ان کی اطاعت کا حکم ہے۔ قرآن پاک میں بار بار فرمایا گیا ہے والدین کے ساتھ بھلائی کرو۔ کسی آیت میں والدین کے مسلمان ہونے کی شرط نہیں لگائی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم والدین کی خدمت و اطاعت کی جائے بشرطیکہ وہ اسلام کے خلاف حکم نہ دیں۔ حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے۔ فرمایا وہ تیری جنت اور دوزخ ہیں۔ یعنی ان کو راضی کر کے جنت حاصل کریں گے۔ اور ناراض کر کے دوزخ حاصل کریں گے (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ پروردگار کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں اور پروردگار کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ (ترمذی)

اس حدیث مبارکہ میں تو بات واضح کر دی گئی ہے کہ جب تک والدین راضی نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی راضی نہیں ہوتا اور جب اللہ تعالیٰ ہی ناراض ہو گیا تو اس کی بارگاہ میں کی ہوئی عبادات اور دعائیں بھی بے سود ہوں گی کیونکہ جس ذات کی عبادت کر رہا ہے۔ وہ ذات ہی والدین کی وجہ سے ناراض ہے اور وہ اس وقت تک راضی نہ ہوگا۔ اور نہ ہی عبادات کو قبول فرمائے گا جب تک والدین کو

راضی نہ کریگا۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہو سکتا ہے۔ مگر سرکارِ دو عالم ﷺ کا ارشاد غلط نہیں ہو سکتا۔ لہذا اپنے آپ کو دھوکے میں نہ رکھیں اپنی عبادات پر ناز نہ کریں بلکہ جتنی جلدی ہو سکے اپنے والدین کو راضی کرنے کی کوشش کریں اور سچے دل سے ان کی عزت کریں۔ اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس شخص کی عبادات اللہ تعالیٰ اس کے والدین کی ناراضگی کی وجہ سے قبول نہیں فرماتا تو اس کی امامت میں دوسروں کی نماز کیسے ادا ہوگی۔ لہذا ایسا شخص ہرگز امامت کے قابل نہیں ہے۔

والدین کی زیارت حج ہے

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو نیک اولاد اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ہر نگاہ کے عوض حج مقبول کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ عرض کیا گیا اگر ایک دن میں سو مرتبہ دیکھے تو فرمایا کہ ہاں اللہ پاک بہت بڑا ہے۔ اور بہت پاک ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ چاہے جتنی مرتبہ کوئی دیکھے اللہ تعالیٰ ہر نظر کے بدلے حج مبرور کا ثواب عطا فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ)

بھائیو! بہت خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے ماں باپ زندہ ہیں اور روزانہ پیار محبت سے ان کی زیارت کرتے ہیں۔

میرے نزدیک تو اولاد کے لئے والدین کو راضی کئے بغیر کعبے کا حج کرنے جانا بھی فضول ہے۔ کہ کعبے کا حج تو سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے جبکہ والدین کو دیکھنے سے روزانہ حج کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور کعبے کا حج بھی تب قبول ہوگا جب کعبے والا راضی ہوگا۔ جب کعبے والا ہی والدین کی وجہ سے ناراض ہے تو کعبے کا حج کون قبول کرے گا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہر جمعہ اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کیلئے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔

والدین اپنی زندگی میں اولاد کے مال کے مالک ہیں

ایک شخص سرکارِ دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں تنگ دست ہوں اور میرے بیٹے کے پاس مال ہے مگر وہ مجھے خرچ نہیں دیتا کیا میں اپنے بیٹے کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے کچھ لے سکتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا ہاں تیرا بیٹا اور اس کا مال تیرے ہیں یعنی باپ بیٹے کے مال سے بیٹے کی اجازت کے بغیر لے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے بیٹے اور اس کے مال کا وارث ہے جبکہ والدین اپنی زندگی میں اپنے مال کے خود وارث ہوتے ہیں ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد وارث

بنتی ہے۔ یا وہ اپنی زندگی میں ہی اولاد کے سپرد کر دیں۔ لہذا بعض نوجوان جو اپنے والدین سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ ہمیں اپنا حق دے دیا جائے یہ مطالبہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مال کے وارث کی موجودگی میں ان کا کوئی حق ہے ہی نہیں تو مطالبہ کس بات کا۔

اور والدین اگر اپنی زندگی میں اپنا مال اولاد میں تقسیم کریں تو ان کیلئے مستحب ہے کہ برابر تقسیم کریں۔ مگر وہ نافرمان اولاد جس نے ساری زندگی والدین کو ستایا ہو۔ معاشرے میں عزت کرنے کی بجائے بے عزت کیا۔ اور کبھی خدمت تو درکنار پیار کے دو بول ہی نہ بول سکے ہوا اور جس نے ساری زندگی والدین کو کچھ نہ دیا ہو تو والدین اپنا مال اس کو دینے کے لئے کیسے راضی ہوں گے۔

آج کل کے نوجوان اپنی نافرمانی کی طرف تو نہیں دیکھتے اور یہ بھی نہیں دیکھتے کہ آج تک ماں باپ کی ہم نے کتنی خدمت یا عزت کی ہے۔ کہ ہم بجائے کچھ دینے کے ان سے مال لینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جس کے شرعاً کسی طرح بھی حق دار نہیں۔

قابل غور بات

یہ کہ ایسے نوجوانوں کو جب والدین کے احسانات یاد دلانے جاتے ہیں تو جواب دیتے ہیں کہ والدین نے ہم پر کوئی احسان نہیں کیا یہ تو ان کا حق تھا جو انہوں نے ادا کیا۔ تو عرض ہے کہ اگر ان پر تمہاری پرورش کرنا تعلیم دلوانا نکاح وغیرہ کرنے کا حق تھا۔ تو انہوں نے کما حقہ ادا کر دیا اور جو حقوق تم پر اللہ تعالیٰ نے والدین کے بارے میں لازم کئے تمہیں بھی تو ادا کرنے چاہیں تم کیوں نہیں ادا کرتے ان کے مال و جائیداد پر تو نظر ہے اور حقوق ادا کرنے کا خیال نہیں آتا۔

ماں باپ پر بیوی کو ترجیح دینا

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ پاک میں علقمہ نامی شخص ایک نہایت خدا ترس اور سخی تھا ایک دن وہ سخت بیمار ہو گیا۔ تو اسکی بیوی نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا شوہر سخت بیمار ہے۔ اب گویا اس کا آخری وقت ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کے حق میں دعا کی جائے حضور ﷺ نے حضرت عمارؓ حضرت بلالؓ حضرت علیؓ اور حضرت سلیمانؓ کو بھیجا کہ جا کے دیکھو کہ علقمہ کا کیا حال ہے۔ حسب فرمان رسول یہ لوگ علقمہ کے پاس پہنچے اور علقمہ سے کہا کہ لا الہ الا

اللہ کو مگر دیکھا کہ علقہ کلمہ پڑھنے سے معذوم ہے۔ کیونکہ زبان بند ہوگئی ہے اور زبان سے کچھ نہیں نکلتا۔ آخر ان لوگوں کو گمان ہو گیا کہ یہ مرنے والا ہے۔ اور زبان کی گویائی سے قاصر ہے۔ تو حضرت بلالؓ کو سید عالم ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا تا کہ حضور ﷺ کو ان کی حالت سے آگاہ کر دیں۔ حضرت بلالؓ نے حضور ﷺ کی خدمت عرض کیا کہ حضور ہم نے ہر چند کوشش کی کہ ان کی زبان سے کلمہ جاری ہو۔ مگر ان کی زبان سے کچھ نہیں نکلتا حضور ﷺ نے پوچھا کیا علقہ کے والدین حیات ہیں عرض کی والد فوت ہو گیا ہے۔ والدہ بڑھیا اور نہایت ضعیف موجود ہے۔ فرمایا علقہ کی ماں کے پاس جاؤ اور کہو کہ اگر میرے پاس آنے کی طاقت ہے تو لینے آنا ورنہ میں خود آ جاؤں گا۔ حضرت بلال علقہ کی ماں کے پاس جا کر حضور کا سلام عرض کیا اور کہا کہ اگر چلنے کی طاقت ہو تو میرے ساتھ حضور ﷺ کے پاس چلے ورنہ حضور ﷺ خود تشریف لائیں گے۔ یہ سن کر علقہ کی ماں نے کہا میں حضور پر قربان جاؤں میں خود حضور کی خدمت مبارک میں حاضر ہوں گی۔ ایک لالچی لی اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ سلام عرض کیا حضور ﷺ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا کہ یہ تو بتاؤ علقہ کس قسم کا آدمی ہے مگر جھوٹ نہ کہنا کیونکہ میرے پاس وحی آتی ہے۔ بڑھیا نے کہا علقہ بڑا نیک اور عبادت کرنے والا اور روز رکھنے والا اور سخاوت کرنے والا زمانہ میں یکتا آدمی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو سب کچھ ہے۔ مگر تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا۔ کہا حضور میں اس سے بہت ناراض ہوں۔ اور مجھ سے بہت بے جاسلوک کرتا تھا۔ کہ اپنی بیوی کو مجھ پر فضیلت دیتا تھا۔ اور مجھے اس کی تابعدار بناتا تھا۔ لہذا میں اس سے ناخوش ہوں اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کہ اس کی شکایت کی جائے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ زبان بند ہونے کی وجہ ماں کی ناراضگی ہے۔ حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ جاؤ اور بہت ساری لکڑیاں جمع کر کے لاؤ تا کہ علقہ کو اس آگ میں ڈال دیا جائے۔ علقہ کی ماں نے کہا حضور میرے لڑکے کو جو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ میرے سامنے جلایا جائے گا۔ تو مجھ سے کیونکر برداشت اور صبر ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے علقہ کی ماں اللہ پاک کا عذاب اس سے زیادہ دردناک اور تکلیف دہ ہوگا۔ اگر تجھے ناپسند ہے۔ تو معاف کر دے اور خوش ہو جاؤ ورنہ قسم ہے۔ اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ نہ اس کی نماز قبول ہوگی نہ نوافل علقہ کی ماں نے کہا یا رسول اللہ آپ گواہ رہیں میں نے اس کو معاف کر دیا اور اس سے راضی ہوگئی یہ سن کر حضور نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ اب جا کے دیکھو علقہ کا کیا حال ہے۔ حضرت بلالؓ جب علقہ کے دروازے پر پہنچے تو سنتے ہیں علقہ باواز بلند کہہ رہا ہے۔ لا الہ الا اللہ یعنی اسی کلمہ پر انتقال ہو گیا۔

حضور ﷺ تشریف لائے غسل کفن کا حکم فرمایا بعد ازاں قبرستان میں ٹھہر کر فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین والنصار جو شخص اپنی بیوی کو ماں باپ سے زیادہ سمجھے گا اس پر خدا کی لعنت ہے۔ نہ اس کی فرائض نماز قبول ہوتی ہے نہ نوافل لہذا والدین کی خدمت اور تعظیم نہایت لازم ہے۔ اور والدین کے خلاف قدم رکھنے والے کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی۔ اے میرے بھائی اس فرمان رسول سے عبرت حاصل کرو والدین کی مخالفت چھوڑ اپنی آخرت نہ برباد کر یہ جو عبادت کر رہا ہے۔ اس کو بھی برباد نہ کر۔ اور اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق نہ بن جو میرے بھائی والدین کے بوڑھا ہونے پر اپنے بیوی بچوں کو لیکر والدین سے دور چلے جاتے ہیں انہیں اپنی سوچ میں تبدیلی پیدا کرنی چاہئے۔ اور جو والدین پر بیوی کو فضیلت دیتے ہوئے اس کی ہر خواہش کو پورا کرتے ہیں اور والدین کو محروم رکھتے ہیں انہیں بھی اپنا رویہ بدلنا چاہئے کیونکہ فرمان رسول اللہ ﷺ کے مطابق جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ نہ کہ بیویوں کے قدموں کے نیچے۔ والدین کی نافرمانی بد بختی ہے۔ بد بختی ہے۔

سات حج

ایک شخص نے اپنی بوڑھی والدہ کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر سات مرتبہ حج کروایا۔ جب آخری مرتبہ طواف سے فارغ ہوا تو میزاب رحمت کے سامنے کھڑے ہو کر بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ میں نے اپنے کندھوں پر اٹھا کر اپنی والدہ کو سات حج کروائے ہیں۔ کیا میں نے اپنی ماں کا حق ادا کر دیا ہے۔ پھر اس سعادت مند بیٹے کے کانوں میں آواز آئی کہ ابھی تو نے تو ایک رات کا حق بھی ادا نہیں کیا۔

مقام ولایت

سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جتنے مراتب حاصل ہوئے ہیں۔ سب والدہ کی اطاعت سے حاصل ہوئے ہیں۔ ایک مرتبہ رات کے وقت میری والدہ نے فرمایا بیٹا پانی لاؤ حسن اتفاق سے اس رات گھر میں پانی نہیں تھا۔ میں رات کے وقت ہی گھڑا لیکر منہ پر پہنچا اور وہاں سے پانی لیکر گھر آیا۔ اور ایک گلاس پانی لیکر والدہ محترمہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گیا۔ حضرت بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ دور سے پانی لانے کی وجہ سے والدہ محترمہ بخواب ہو گئیں میں پانی لئے ان کے سر ہانے ساری رات کھڑا رہا۔ سردی کی وجہ سے پانی ٹپ ہو گیا تھا۔ چنانچہ میری

والدہ کی آنکھ کھلی تو میں نے پانی پیش کیا۔ والدہ نے کہا کہ تم پانی رکھ کر سو جاتے۔ کھڑا رہنے کی کیا ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا۔ محض اس خوف سے کھڑا ہا کہ مہاد آپ بیدار ہوں اور پانی نہ پی سکیں۔ والدہ نے یہ سن کر دعائیں دیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

عاشق رسول حضرت اویس قرنیؓ

حضرت اویس قرنیؓ وہ عاشق رسول ہیں کہ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خود ارشاد فرمایا کہ اویس میرا عاشق ہے۔ آپ حضور ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے مگر صرف والدہ محترمہ کی خدمت کی وجہ سے گھر سے نہ نکل سکے اور رسول اکرم ﷺ کی زیارت نہ کر سکے۔

مولانا رومؒ

مولانا رومؒ مشنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ ایک نوجوان بیٹے نے اپنے بوڑھے باپ سے کہا کہ اگر آپ ہمارے گھر میں اس طرح رہائش پذیر رہے۔ تو ہمارے گھر کا نظام خراب ہو جائے گا۔ روز روز کی پریشانی سے بہتر ہے۔ کہ آپ کسی اور جگہ ٹھکانہ بنالیں۔ بوڑھے باپ نے کہا کہ بیٹا اس عمر میری میں میں کہاں جاؤں بیٹا میری وجہ سے اگر تمہیں تکلیف ہے۔ تو تم خود ہی مجھے کہیں چھوڑ آؤ۔ بیٹے نے کہا درست ہے۔ چلو میں آپ کو خود ہی چھوڑ آتا ہوں۔ باپ بیٹا دونوں چلنے لگے تو اس بوڑھے کے پوتے نے کہا کہ میں بھی بابا جی کیساتھ جاؤں گا۔ جوان بیٹا کہنے لگا ٹھیک ہے۔ تم بھی چلو باپ بیٹا اور پوتا چلتے چلتے جب ایک جنگل میں پہنچے تو جوان بیٹے نے اپنے بوڑھے باپ کو ایک پرانا کھیل تھمایا اور کہا۔ تم یہاں اپنی زندگی بسر کر لو۔ اور اپنے بیٹے کو ساتھ لیکر واپس آنے لگا۔

نوعمر پوتے نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا۔ ابو آپ ذرا ٹھہریے وہ رک گیا۔ تو اس بچے نے اپنے دادا سے کھیل اچک لیا۔ اور اس کھیل کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا دادا کو دے دیا ایک ٹکڑا اپنے ہاتھ میں پکڑا ابو کے پاس آ گیا۔ باپ نے بیٹے سے پوچھا کہ تم نے اپنے دادا کا آدھا کھیل کیوں لیا۔ نوعمر بچے نے کہا کہ آج تم جوان اور تمہارا باپ بوڑھا ہے تم نے اس کو ایک کھیل دے کر گھر سے نکال دیا ہے۔ میں نے دادا کے کھیل کے دو ٹکڑے کر کے ایک لے لیا ہے تاکہ کل جب میں جوان ہو جاؤں اور آپ بوڑھے تب یہ آدھا کھیل تمہیں دے کر گھر سے نکال دوں چنانچہ نوجوان نے اس وقت اپنے بوڑھے باپ

سے معافی مانگی اور اسے اپنے گھر لے آیا۔

جو میرے بھائی والدین کے ساتھ ایسا ناروا سلوک کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنے گھر میں بجائے رحمت الہی کے بوجھ تصور کرتے ہیں۔ انہیں بھی ایسا ہی سلوک کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے کل ان کی اولاد بھی ان کے ساتھ ایسا سلوک کرے گی مثل مشہور ہے۔ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میری ایک عورت تھی جس کے ساتھ میری سخت محبت تھی۔ مگر میرے ابا جان حضرت فاروق اعظمؓ اسے اچھا نہیں جانتے تھے ایک روز مجھے فرمانے لگے اس عورت کو طلاق دے دو۔ میں نے طلاق نہ دی اور حضرت فاروق اعظمؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا تھا۔ کہ اپنی عورت کو طلاق دے دو۔ مگر اس نے اسے طلاق نہ دی۔ تب آقائے دو عالم ﷺ نے فرمایا۔ یہ عبداللہ اپنی عورت کو طلاق دے دو۔ یعنی اپنے والد کا حکم مانو۔ اور ان کی محبت کو عورت کی محبت پر ترجیح دو۔ (مشکوٰۃ)

کتنی اہمیت ہے والدین کی۔ اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ صرف اس وجہ سے عورت کو طلاق دلا رہے ہیں کہ وہ عورت اپنے شوہر کے باپ کو پسند نہیں۔ اور سرکارِ مدینہ سرورِ قلب ویدعہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی محبت پر باپ کی محبت کو ترجیح دو۔

مگر آج کل کے نوجوان بیوی کی محبت پر والدین کی محبت کو قربان کر رہے ہیں۔ اے نوجوانوں اگر اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ سے محبت سچی ہے تو والدین سے والہانہ محبت کرو۔ اور ان کی محبت پر بیوی کی محبت کو ترجیح نہ دو۔

یاد رکھیں بیوی کا نعم البدل اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے مگر والدین کا نعم البدل نہیں بنایا۔ اس لئے ان کی قدر کریں۔

بعض بھائیوں اور عزیزوں کا موقف یہ ہوتا ہے کہ والدین سے ہم دور نہیں ہوئے بلکہ والدین نے ہمیں دور کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں حقیقت تو یہ ہے کہ اول تو والدین اپنی آنکھوں سے دور اپنی اولاد کرتے ہی نہیں ہیں اگر مجبوراً کرتے بھی ہیں تو اس کو جو نافرمان ہو والدین کی عزت نہ کرتا ہو بلکہ والدین کی بے عزتی کا سبب بنتا ہو اور ان کی خدمت نہ کرتا ہو بیوی بچوں والا ہو کر ان سے خدمت کر دیا ہو پھر بھی ان کی صرف عزت کرنا اور عزت کروانا اسے گوارہ نہ ہو تو ایسی ناخلف اولاد کو والدین کیونکر اپنے پاس رکھتے ہیں میرے بھائی اگر یہی معاملہ ہے تو اپنے آپ کو درست کریں۔ اگر خدا نخواستہ

والدین نے زیادتی کر کے نکال دیا ہے تو پھر بھی ان کے قریب ہونے کی کوشش کریں مگر خلوص دل کے ساتھ اندر کا میل پکیل سب صاف کر دیں۔ اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں۔ اور ایسی غلطیاں دوبارہ نہ دہرانے کا ارادہ کریں پھر دیکھیں کہ والدین کے راضی ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔ اور جب والدین راضی ہو جائیں گے۔ تو رب کریم بھی راضی ہو کر دنیا و آخرت سنوار دے گا

ورنہ:- حضور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی پڑھ لیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھیں گے۔ حالانکہ اس کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جاسکتی ہے۔ (۱) اپنے والدین کا نافرمان (۲) بے غیرت جو اپنے اہل میں زنا دیکھے اور غیرت نہ کرے۔ (۳) اور وہ عورت جو مردوں سے مشابہت کرے۔ (کشف الغمہ۔ زواج)

ایک اور حدیث:- حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تین شخص ہیں جن کی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے۔ اور نہ ان کو پاک کرے گا۔ ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

ایک والدین کا نافرمان۔ دوسرا ہمیشہ شراب پینے والا۔ تیسرا کسی کو کچھ دے کر احسان جتانے والا۔ (کشف الغمہ)

اولاد کا والدین سے قابل افسوس رویہ

والدین جب جوان ہوتے ہیں اور صاحب روزگار ہوتے ہیں تو وہ اپنی اولاد کی بے لوث اور بغیر کسی فرق کے پرورش کرتے ہیں۔ ایک والد پانچ چھ بچوں کو اکیلا پالتا ہے۔ اور جب وہ بی والدین یا ان میں سے ایک بڑھاپے کو پہنچ جاتا ہے۔ تو پانچ چھ بچے جوان ہو کر ان دونوں کی یا ایک کی خدمت نہیں کر سکتے۔ کتنے افسوس کی بات ہے۔ ایسا صرف والدین کے حقوق سے غفلت اور بغاوت سے ہوتا ہے۔

والد کا مقام

بعض لوگ اس حدیث پاک کی بنا پر کہ حضور ﷺ نے والدین میں سب سے زیادہ والدہ کو حقدار قرار دیا۔ تین مرتبہ ماں کا نام لیا پھر چوتھی مرتبہ والد کا نام لیا۔ اس لئے والد کی نافرمانی کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے کہتے ہیں کہ والد کا چوتھا نمبر ہے۔ لہذا والد کا شریعت میں کوئی مقام نہیں حالانکہ یہ

بات نہیں ہے والد کے بارے بھی حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے رَضِيَ الرَّبُّ فِي رَضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ (الترمذی)

ترجمہ:- رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ والدہ ہو یا والد کسی کو بھی کسی طرح بھی ناراض نہیں کرنا چاہئے چاہے والدین کی خوشنودی میں کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑے کیونکہ آخرت کی کامیابی کا مدار اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا مدار والدین ہیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ سے مروی ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَمْسُ أَمَامَ أَبِيكَ وَلَا تَسْتَسَبِّ لَهُ وَلَا تَجْلِسَ قَبْلَهُ وَلَا تَذْغُ بِاسْمِهِ (کنز العمال)

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ اپنے باپ کے آگے نہ چلو ان کو گالی دینے کا ذریعہ نہ بنوان سے قبل مجلس میں نہ بیٹھو اور ان کو نام لیکر نہ پکارو۔

تشریح:- اس حدیث مبارکہ میں والد کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ والد کو گالی دینے کا ذریعہ نہ بنو۔ یعنی کسی کے والدین کو گالی نہ دو۔ اگر تم کسی کے والدین کو گالی دو گے تو وہ تمہارے والدین کو گالی دیں گے تو تم خود ہی اپنے والدین کو گالی دینے کا ذریعہ بنے جو کہ گناہ کبیرہ ہے۔

والدین کے نافرمان کی سزا دنیا میں

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ كُلُّ الذُّنُوبِ يُؤَخِّرُ اللَّهُ تَعَالَى مَآثِرَ مَنْهَا إِلَّا عَقُوقَ الْوَالِدَيْنِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُعَجِّلُ لِمُصَاحِبِهِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَبْلَ الْمَمَاتِ (طبرانی و کنز العمال)

ترجمہ:- نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس گناہ کو جب تک چاہتا ہے اس کی سزا کو مؤخر کر دیتا ہے مگر والدین کے نافرمان کو مرنے سے قبل سزا دے دیتا ہے۔

تشریح:- والدین کی بات نہ ماننا ان کا حکم پورا نہ کرنا ان کے کہنے کے خلاف چلنا گناہ ہے۔ اور اس کی سزا ایک انسان کو دنیا میں ہی مل جاتی ہے آخرت میں اس نافرمانی کی وجہ سے اس کی بخشش نہ ہونا اور وہاں سزا ملنا الگ ہے۔ اس لئے والدین کی نافرمانی کسی صورت نہ کرنی چاہئے خواہ تمہیں کتنی بڑی قربانی دینی پڑے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ والدین کی نافرمانی سے دوسرا کس ملتی ہیں جبکہ باقی ہر گناہ کی ایک

ہی سزا آخرت میں ہوگی لہذا والدین کے نافرمان کو دنیا میں ہی عذاب الہی کیلئے تیار رہنا چاہئے بہتر یہی ہے کہ والدین کو راضی کر کے نافرمانی سے توبہ کرے۔
حضرت معاذ بن جبلؓ ارشاد فرماتے ہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ أَوْصِيكَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَإِنْ قُطِعَتْ أَوْخَرُ فُتْ بِالنَّارِ وَلَا تَعْفَنْ وَالَّذِيكَ وَإِنْ أَرَادَكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ دُنْيَاكَ فَاخْرُجْ (کنز العمال)

یعنی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں ہدایت کرتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے اور والدین کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمہیں اہل و عیال کے چھوڑ دینے کا حکم دیں تو چھوڑ دو۔

میرے محترم بھائی مولانا قاری محمد آصف صاحب کئی مرتبہ فرماتے ہیں کہ جو بیٹے ساری زندگی ماں باپ کی ناراضگی اور مخالفت میں گزار دیتے ہیں کبھی پرواہ تک نہیں کرتے۔ ان کے دنیا سے رخصت ہو جانے پر وہی بیٹے بہت واویلا کرتے ہیں۔ شور مچا کر روتے ہیں دنیا کو دکھاتے ہیں کہ ان بے چاروں کو والدین سے بہت محبت تھی۔ انہیں تو اس بات پر افسوس کرنا چاہئے کہ انہوں نے ساری زندگی والدین کی نافرمانی میں برباد کر دی۔

آخر میں ایک دعا

اے اللہ تعالیٰ:- تو نے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فرما کر ہمارے لئے اپنے پیارے نبی کی زندگی کے ایک ایک فعل کو بہترین نمونہ بنایا ہے۔

یہ سارا نظام تیری قدرت و منشا سے چل رہا ہے مگر پورے کا پورا نظام قدرت اسوۃ رسول کا پر تو ہے۔

اے اللہ تعالیٰ ہمیں پیدا تو نے کیا مگر پیدا ہونا اور دنیا میں آنا تیرے نبی کی سنت ہے۔ بچپن گزارنا بھی ہمارے آقا کی سنت ہے۔ جوانی گزارنا بھی سرکار کی سنت ہے۔ بڑھاپا گزارنا نکاح کرنا بچوں کا ہونا کاروبار زندگی کرنا گھر کے کام کاج کرنا بڑوں کا ادب کرنا چھوٹوں سے پیار کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اگرچہ فرض ہے مگر سنت خیر الانام بھی ہے نماز حج روزہ زکوٰۃ جہاد سب امور کو سنت نبوی کا شرف حاصل ہے۔ پوری زندگی نبی کی سنت ہے۔ اور پھر مرنا بھی رحمۃ اللعالمین کی سنت ہے۔

بقول احسان دانش

دانش میں خوفِ مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز

میں جانتا ہوں موت ہے سنت رسول کی

یعنی جینا مرنا عالم برزخ اور عالم محشر میں جانا سنت رسول اکرم ہے۔ اور جنت میں جانا بھی اے اللہ تعالیٰ تیرے پیارے محبوب کی منت ہے مگر دوزخ میں جانا ہمارے آقا ﷺ کی سنت نہیں ہے۔ تو اے اللہ پاک جب ہم نے پیدائش سے لیکر یوم محشر کی حاضری تک ہر کام تیرے محبوب کی سنت کے مطابق کیا ہے۔ تو اب ہمیں اس جہنم سے بچالے جس میں جانا تیرے نبی کی سنت نہیں ہے۔ بلکہ تیری نبی کی سنت جنت میں جانا ہے۔ اور بلا حساب جانا ہے۔ اے مولا کریم میں بندہ عاجز گناہ گار اس لائق تو نہیں جو تجھ سے مانگ رہا ہوں۔ مگر تجھے رحیم و کریم سمجھ کر اور تیرے محبوب کی سنت سمجھ کر مانگ رہا ہوں۔ اے اللہ آخر میں بھی ہمیں اپنے محبوب کی سنت ادا کروادے اور خلاف سنت کام نہ کروا۔ لہذا ہمیں دوزخ میں نہ بھیجنا بلکہ مجھے میرے اہل و عیال کو میرے ماں باپ کو بزرگوں کو میرے خاندان کو شفیع المدینین ﷺ کی تمام امت کو بلا حساب جنت عطا فرمانا۔ آمین

بحق طہ و یسین صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و علی آلہ وصحبہ وسلم

والوں کو پہنچتا ہے۔ اور بعض مرنے والوں سے زندوں کو نفع پہنچتا ہے۔ جیسے چھوٹے بچوں کے جنازہ میں اللہ تعالیٰ سے ان کی شفاعت طلب کی جاتی ہے۔

کچھ لوگوں کا نظریہ ہے کہ میت کیلئے اجتماعی دعا جائز نہیں ہے۔ انفرادی دعا جائز ہے۔ حالانکہ قرآن وحدیث کی رو سے یہ بات بالکل بے اصل ہے شاید انہیں یہ غلط فہمی ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلے آدمی کی دعا سنتا ہے اور چند لوگوں کی اجتماعی دعا قبول نہیں فرماتا حالانکہ قرآن میں اجتماعی طور پر توبہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسے فرمایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا

ترجمہ: اے ایمان والو تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی کرو۔

دوسری آیت میں فرمایا یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ جمیعاً

ترجمہ: اے ایمان والو تم سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اجتماعی توبہ کرو۔

قبر پر بیٹھ کر تلاوت قرآن کو ناجائز کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ مسئلہ تو حضور سید دو عالم نے دو قبروں پر کھجور کی تر شاخیں رکھ کر حل فرمادیا کہ جب تر شاخوں کے ذکر کا میت کو فائدہ ملتا ہے تو کیا ایک انسان جو اشرف المخلوقات بھی ہے اس کے ذکر اور تلاوت کلام پاک کا فائدہ نہیں پہنچے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان الله عزوجل يرفع الدرجة للعبد الصالح في الجنة فيقول يا رب اني لى هذه

فيقول يا ستغفروا لذك لك مشكوة ص ۲۰۶

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ جنت میں نیک بندے کے درجے بلند فرماتا ہے۔ وہ بندہ مومن عرض کرتا ہے کہ اے پروردگار یہ بلندی کیسے ملی رب العلمین فرماتا ہے تیرے بیٹے کی دعا مغفرت کرنے کی وجہ سے تیرا درجہ بلند کیا گیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قبرستان جا کر سورہ یسین پڑھی اور گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر مرنے والوں کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ ان سے عذاب اٹھالیتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

اذا صليتم على الميت فاخيلصوا له الدعاء مشكوة

ترجمہ: جب تم میت پر نماز پڑھ لو رو اس کے لئے خلوص سے دعا کرو اس حدیث سے نماز جنازہ پڑھنے کے بعد کی دعا کا حکم ہے

ایصال ثواب

ایصال ثواب کا معنی ہے کہ اپنی عبادت اور نیکی کا ثواب جو اے اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں کسی دوسرے کو دے دینا۔ جیسے کسی دنیاوی چیز کا کسی کو ہبہ کر دینا۔ اسی طرح نوافل حج روزہ صدقہ خیرات تلاوت قرآن کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنا کہ اے مولا میری اس نیکی کا ثواب میرے فلاں عزیز یا بزرگ کے نامہ اعمال میں لکھ دے۔ اس کا جواز قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ ایصال ثواب کرنے والے کو بھی اپنی نیکی کا الگ اجر ملتا ہے۔ جیسے روزہ دار کا روزہ افطار کرانے والے کو اور روزہ رکھنے والے کو الگ الگ ثواب ملتا ہے۔ اس کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔ مغفرت کی دعا کرنا بھی ایصال ثواب میں شامل ہے۔ جیسے

حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بخش دے۔ اور اے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

ترجمہ: اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہو گا۔

عام مومنوں کی دعا:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِأَخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ

ترجمہ: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

ان آیات سے ثابت ہوا کہ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے فوت شدہ مومن بھائیوں کے لئے بخشش کی دعا کرتے رہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ دوسروں (زندوں) کی دعا کا نفع مرنے

بعض علاقوں میں دیکھا گیا ہے کہ کچھ جنازہ پڑھ رہے ہیں اور کچھ جنازہ گاہ سے باہر اس لئے بیٹھے ہیں کہ ان کو نماز جنازہ نہیں آتی کتنے افسوس کی بات ہے کہ ساری زندگی گزر گئی لیکن نماز جنازہ کی دعائیں یاد نہ کی پھر وہاں کے آمرہ حضرات بھی انہیں یہ نہیں بتاتے کہ جنازہ کی دعا کوئی مخصوص نہیں ہے کوئی بھی دعا جو قرآن وحدیث میں ذکر ہو مغفرت کے لئے پڑھی جاسکتی ہے۔ ثناء اور درود نمازہ بخگانہ والے پڑھ لیں دعا کوئی بھی پڑھ لیں سورۃ فاتحہ بھی دعا کی نیت سے پڑھی جاسکتی ہے۔ امام کے پیچھے نیت کر کے کھڑے ہو جائیں خاموش رہیں اور اللہ اکبر کہتے جائیں۔ باہر کھڑے رہنے سے تو اپنے عیب ظاہر کرنا ہے اور نماز جنازہ کے ثواب سے بھی محروم رہنا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ عیب چھپانے کا حکم دیتا ہے

کچھ اسقاط کے بارے میں

اسقاط کے معنی ہیں گرا دینا۔ اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ میت کے ذمہ جو احکام شرعیہ رہ گئے ہیں ان کو ان کے ذمہ سے دور کرنا۔ اسقاط کا طریقہ یہ ہے کہ میت کی عمر معلوم کی جائے۔ اس میں سے نو سال لڑکی کے اور بارہ سال لڑکے کے نکال کر اب تمام عمر کے جتنے سال باقی بچیں ان کا حساب لگاؤ کہ کتنی مدت نماز نہیں پڑھی روزہ نہیں رکھا۔ ایک دن کی چھ نمازیں پانچ فرض چھٹے تو واجب ایک نماز کا صدقہ فطر کے برابر اسی طرح ایک روزے کا فدیہ ایک صدقہ فطر کے برابر۔ اب جتنے ماہ نمازیں نہیں پڑھیں یا روزے نہیں رکھے تمام نمازوں اور روزوں کا حساب لگا کر گندم غرباء میں تقسیم کر دے اب اگر کسی کی کئی سالوں کی نمازیں رہتی ہے تو کوئی مالدار تو ایسا کر سکے گا مگر ایک غریب آدمی ایسا نہیں کر سکتا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ میت کا وارث بقدر طاقت گندم لے یا اس کی قیمت لے۔ مثلاً ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ نو من تھا تو نو من یا اس کی قیمت لے اور کسی مسکین کو اس کا مالک کر دے وہ مسکین یا تو دوسرے مسکین کو یا خود مالک کو بطور ہبہ دے وہ پھر اس فقیر کو صدقہ دے اس کو بار بار لوٹاتے رہیں ہر بار کے لوٹانے میں ایک ماہ کی نمازوں کا فدیہ ادا ہوگا بارہ بار صدقہ کیا ایک سال کا فدیہ ادا ہوگا اس طرح چند بار فدیہ گھمانے سے پورا فدیہ ادا ہو جائے گا۔ نمازوں کے فدیہ سے فارغ ہونے کے بعد اسی طرح روزوں اور زکوٰۃ کا فدیہ دیں۔ رحمت الہی سے امید ہے کہ میت کی مغفرت فرما دے۔ پنجاب میں جو عام طور پر رواج ہے کہ قرآن پاک میت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کپڑے کے ساتھ سو روپے باندھ لیتے ہیں چند لوگوں میں قرآن کو گھمایا جاتا ہے اور سو روپے امام صاحب لے لیتے ہیں اور سمجھا جاتا ہے کہ نمازوں روزوں اور زکوٰۃ کا فدیہ ادا ہو گیا یہ غلط ہے لہذا غلط طریقے کو چھوڑ کر صحیح طریقہ اپنانا چاہیے۔

مدرسہ ضیاء الاسلام و رضا فری ڈسپنری

مسجد رضا، محمدی سٹریٹ، محبوب روڈ، چوک رضا
چاہ میرال، لاہور۔ ۳۹

نوٹ

بیرون حضرات قربان کی کھالیں
فروخت کر کے رقم بذریعہ منی
آؤڈر درج ذیل پتے پر روانہ فرمائیں

منیجر رضا اکید می، مسجد رضا، محبوب روڈ

چاہ میرال لاہور

(ملشتہ)

رضا اکید می لاہور

اہالیان شمالی ہرے ایل
ہے کہ عقیدہ کی درستی اور
سک کی حفاظت کی
خاطر اپنے بچوں کو مدرسہ
”ضیاء الاسلام“
میں تعلیم دلوائیں۔ نیز
تمام اہل سنت و جماعت
اور رضا اکید می کے
اراکین و علاقہ کے
اہل سنت نے خصوصاً
گزارش ہے کہ مدرسہ
”ضیاء الاسلام“
اور رضا ڈسپنری کی مالی
معاونت فرمائیں

اس